مومن قرآن کے آئینہ میں

داؤد اکبر اصلاحی

ہم مسلمانوں کا مذہبی صحیفہ قرآن ہے۔ اس نے جس طرح ہمارے اعمال و عقائد سے متعلق احکام بیان فرمائے ہیں اسی طرح ہماری روزمرہ کی زندگی کی چلتی پھرتی تصویر بھی کھینچی ہے اور اس تصویر کا منشا یہ ہے کہ جو شخص اس کتاب کی طرف اپنے تئیں منسوب کرے اور اس پر ایمان و اعتقاد کا مدعی ہو، وہ اس کی پیش کی ہوئی تصویر کے مطابق اپنے کو ڈھالے اور اپنی روزمرہ کی عملی زندگی سے دنیا پر اس کتاب کی حقیقت نمایاں کرے۔ یہی اس شہادت کی اصلی حقیقت ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک نے فرمایا ہے کہ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا۔ (البقرہ: ۱۴۳) اسی طرح ہم نے بنایا تم کو ایک معتدل امت تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول پر تم گواہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کی جس طرح گواہی دی اس کی اصل حقیقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دو لفظوں میں بیان فرمادی کہ کان خلقہ القرآن[1]۔ یعنی آپ کے خُلق کی حقیقت یہ تھی کہ آپ ایک چلتے پھرتے مجسم قرآن تھے۔

ہم اگر قرآن پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور خود ہماری اپنی زندگی اس سانچہ پر ڈھلی ہوئی نہیں ہے تو ہمارا یہ دعویٰ جھوٹا ہے اور اس طرح نہ ہم اپنی حقیقت دنیا کو پہچنوا سکتے نہ قرآن کی۔ کسی تعلیم کے فروغ کا اصلی راز یہ ہے کہ ایک عملی جماعت اس کو پوری قوت کے ساتھ اٹھالے۔ یہی حقیقت ہے جس کو قرآن نے خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے اور یہی وہ اصلی خدمت ہے جو صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دی اور یقیناً یہی چیز تھی جس نے چند سالوں کے اندر اندر دنیا کے گوشہ گوشہ کو اسلام سے آشنا کر دیا کیونکہ

یہ ایک بالکل عملی اور ظاہر چیز تھی، اس کو بیان کرنے کے لیے لمبی تقریروں، پُرزور خطبوں، پُرمغز مضامین اور موٹی موٹی تصنیفوں کی ضرورت نہیں تھی جو جماعت اس کی داعی تھی اس کی ایک ایک ادا اس کے عقائد کی مظہر تھی، اس کی پیشانی سے اس کا نور چھنتا تھا، اس کے منہ سے اس کے بول نکلتے تھے اور اس کے تمام اعضاء وجوارح کی ایک ایک حرکت اس کتاب عزیز کی منادی تھی۔ ایک ایسی جماعت کو دنیا کی جو قوم بھی دیکھتی تھی، دیکھنے کے ساتھ ہی اس کے تمام افکار وعقائد اس پر روشن ہو جاتے تھے اور چوں کہ وہ تمام اصول عمل میں نمایاں تھے اس لیے ایک لمحہ کے لیے بھی یہ سوال نہیں پیدا ہوتا تھا کہ ان اصولوں پر عمل کرنا ممکن ہے بھی یا نہیں اور اگر ممکن ہے تو ان کے عملی نتائج کیا ہوں گے؟ کیوں کہ یہ سارے سوالات مسلمانوں کی عملی زندگی اور اس کی حیرت انگیز کامیابی خود حل کر دیتی تھی۔

انہی اچھی آرزوؤں کے ساتھ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو قرآن مجید کے اندر ان کی تصویر دکھائیں۔ ممکن ہے کہ جو مسلمان آج اپنی زندگی کے لیے نمونوں کی تلاش میں دوسروں کو دیکھ رہے ہیں ان میں سے کچھ خود اپنی طرف بھی مڑ کر دیکھنے کی کوشش کریں اور یقیناً اگر انھوں نے اس کو غور سے دیکھا تو وہ محسوس کریں گے کہ اس نمونہ سے بڑھ کر کوئی نمونہ نہیں جو قابلِ پیروی ہو۔ صِبۡغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً (البقرہ: ۱۳۸)

مومن کا شعار ملی مومن کا شعار ملی MOTTO جس میں اس کی زندگی کے تمام اغراض ومقاصد مضمر ہیں اور جس کو وہ اپنی زندگی کے ہر قول وفعل سے نمایاں کرتا ہے۔

قرآن مجید نے سورۂ انعام میں مندرجہ ذیل لفظوں میں بیان فرمایا ہے:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُكِیۡ	کہو میری نماز اور میری قربانی اور میری
وَمَحۡيَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ	زندگی اور موت سب پروردگار عالم کے لیے
الۡعٰلَمِيۡنَ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ	ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور مجھ کو
اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ	ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے
(الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)	پہلے اس کے آستانہ پر سر ڈالنے والا ہوں۔

ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ ایک مومن کی زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

وہ اسی کے لیے جیتا ہے اور اسی کے لیے مرتا ہے۔ رضائے الٰہی کے سوا اس دنیا میں کوئی چیز نہیں جو اس کو مطلوب ہو۔ اگر اس کی زندگی کی تمام لذتیں برباد ہو جائیں لیکن اس کا اصلی مقصد زندہ ہو تو وہ پوری طرح مطمئن اور فارغ البال ہے۔

اللہ کے لیے محبت اللہ کے لیے نفرت

اسی اللہ کے رشتہ سے اس کے تمام رشتے اور ناتے قائم ہوتے ہیں جو لوگ اللہ سے رشتہ رکھیں ان کا وہ رشتہ دار ہے اور جو اللہ سے تعلق کاٹ لیں ان سے وہ بے تعلق ہے۔ باپ، بیٹے، بھائی اور دوسرے اعزا سے بھی اس کا رشتہ اسی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (المجادلہ: ۲۲)

جو لوگ اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہیں ان کو تم نہ دیکھو گے کہ خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھیں گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے ہی کے ہوں۔ یہی ہیں جن کے دلوں کے اندر خدا نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنے فیضانِ غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔ ان کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش، یہ خدائی گروہ ہے۔ خدائی گروہ ضرور کامیاب ہوگا۔

دیکھیے اس آیت میں مومنین کاملین کے البغض فی اللہ کے پہلو کو کس واضح طریقہ سے پیش کیا گیا ہے۔ یہی نہیں کہا کہ اعداء دین سے ربط ضبط رکھنا مناسب نہیں بلکہ صاف اور رعایت مومنین سے کہا گیا ہے کہ تم پر اس وقت تک مومن کا اطلاق نہیں ہو سکتا تاآں کہ تم خدا کے لیے ان تمام لوگوں سے ربط و ضبط چھوڑ دو جو خدا کے باغی ہیں۔ اس لیے کہ ان کی راہ تمہاری راہ سے بالکل الگ ہے، تمھاری

صلح ان سے اسی وقت ہو سکتی ہے جب وہ قانون الٰہی تسلیم کر کے معبودِ حقیقی کے سامنے اپنی پیشانیاں جھکا دیں، اس باب میں کسی طرح کا امتیاز نہیں جو بھی خدا اور اس کے رسول کا مخالف ہو اس سے تمھارا رشتہ نہیں جڑ سکتا، خواہ تمھارا باپ، بیٹا، بھائی یا خاندان ہی کا کوئی فرد کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی اس کے لیے تیار نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پوری بلند آہنگی کے ساتھ ادعاء ایمان بھی کرتا ہے تو خدا کی شریعت کی رو سے وہ اپنے دعویٰ ایمان میں جھوٹا ہے اور اس صفت کا کوئی فرد حزب اللہ کا رکن کہلانے کا مستحق نہیں، اس لیے کہ جس طرح ایک خادم کا دو آقا کو خوش رکھنا ناممکن ہے اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ حزب اللہ کا بھی ممبر ہو اور حزب الشیطان سے بھی ربط ضبط رکھے۔

مومن خدا کے ہاتھ بک چکا ہے

مومن کے خصائص میں سے ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ وہ خدا کے ہاتھ جنّت کے عوض بک چکا ہے۔ اس کی کوئی چیز اس کی ملکیت نہیں ہے۔ سب خدا کی ملکیت ہے۔ جب خدا مطالبہ کرتا ہے وہ بے دریغ اپنی جان اور اپنا مال سب اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو وہ دغاباز ہے۔ وہ قیمت پاکر دوسرے کا مال اپنے گھر میں نہیں رکھتا۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَہْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ؕ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝
(التوبہ: ۱۱۱)

بے شک خدا نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں کہ ان کے بدلے ان کو جنت دے گا۔ یہ لوگ جان و مال سے بے پروا ہو کر خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، توراۃ اور انجیل اور قرآن سب میں، اور خدا سے بڑھ کر اپنے قول کا پورا اور کون ہو سکتا ہے۔ پس اپنے اس سودے کی جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشیاں مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

مسلمانوں کی بالکل یہی خصوصیت ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ
يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحجرات: ۱۵)

مومن وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انھوں نے شبہ نہیں کیا اور انھوں نے خدا کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کیا، یہ کامل درجہ کے لوگ ہیں۔

مومن موت سے بے ڈر ہوتا ہے

مومن موت سے نہیں ڈرتا ہے کیوں کہ اس کا اصلی مقصد رضائے الٰہی سے قریب تر ہوتا ہے۔ یہ دنیاوی زندگی فی نفسہٖ اس کو عزیز نہیں ہے، صرف اس لیے عزیز ہے کہ رضائے الٰہی کی طلب کا یہ ایک وسیلہ ہے، پس اگر یہ مقصد اس کو کھو کر حاصل ہو جائے تو یہ کھونا اس کے نزدیک کھونا نہیں پاتا ہے۔ اس زندگی کا کھونا ان کے لیے گراں ہے جو اس زندگی پر قانع ہیں مگر مومن کا مقصد اس سے اعلیٰ و ارفع ہے پس اس زندگی کا فنا و بقاء اس کے نزدیک نفس مقصد کے اعتبار سے کوئی اہم واقعہ نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحروں نے فرعون سے اسی بنا پر کہا تھا:

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا
جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ
فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ
اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا
خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ
مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝
(طٰہٰ: ۷۲—۷۳)

بولے کہ کھلے کھلے دلائل جو ہمارے پاس آئے ان پر اور جس خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم تجھ کو کسی طرح ترجیح دینے والے نہیں تو جو کرنے والا ہو کر تو دنیا کی اسی زندگی کا فیصلہ کر سکتا ہے ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور اس جادو کو جس پر تو نے ہم کو مجبور کیا اور خدا سراپا خیر و برکت اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

مومن ذکر الٰہی سے کسی وقت غافل نہیں ہوتا

مومن کی ایک بہت ہی نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس کی زبان ذکر الٰہی میں ہر وقت زمزمہ سنج رہتی ہے۔ وہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ اوقات بھی خدا کی یاد ہی میں بسر کرتا ہے۔

وہ خدا کی آیتیں سن کر سجدہ میں گر پڑتا ہے اس کی تسبیح کرتا ہے۔ اس کا دل کبھی تکبر سے آلودہ نہیں ہوتا اور شب میں وہ گرم بستر کے اندر پاؤں پھیلا کے نہیں سوتا۔ رات کی تنہائی میں بستر سے محروم و مہجور خدا کی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ	ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جن
اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ	کا حال یہ ہے کہ جب ان کو ان کے ذریعہ یاددہانی
سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ	کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے
لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ	پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں
عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ	کرتے۔ ان کے پہلو دور رہتے ہیں خوف اور امید
خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ	سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ ہم نے
يُنْفِقُوْنَ (السجدہ: ۱۵-۱۶)	ان کو دے رکھا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

مومن سراپا ایثار ہوتا ہے

مومن کی ایک امتیازی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی ضروریات پر دوسرے کی ضروریات اور اپنی بھوک پر دوسرے کی بھوک کو ترجیح دیتا ہے، وہ خود بھوکا سو رہے گا مگر حتی الوسع اپنے پڑوسی کو بھوکا نہ سونے دے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس کے اس ایثار کی محرک نمود و نمائش کی خواہش نہیں بلکہ محض رضائے الٰہی کی طلب ہے۔

سورۂ دہر میں فرمایا گیا ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى	باوجودیکہ خود وہ کھانے کے ضرورت مند ہوتے ہیں
حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا	مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھلاتے ہیں اس جذبہ کے
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ	ساتھ کہ ہم رضائے الٰہی کے لیے تم کو کھلاتے ہیں تم سے
لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا	بدلہ اور شکر گزاری مطلوب نہیں۔
شُكُوْرًا۔ (الانسان: ۸-۹)	

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں تنگی ہی کیوں نہ ہو۔

وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ (الحشر: ۹)

مومن کا مکمل حلیہ

مومن کی جو صفات اوپر بتائی گئی ہیں ان سے ایک حد تک مومن کا حلیہ ذہن نشین ہو گیا ہو گا لیکن اب تک اس باب میں ہم نے کوئی ایسی آیت نہیں پیش کی جس میں مومن کا حلیہ اس اسلوب سے پیش کیا گیا ہو کہ اس میں اس کا ایک ایک خط و خال نمایاں ہو گیا ہو۔ ذیل میں ہم چند ایسی آیات پیش کریں گے جو مومن کا پورا سراپا سامنے کر دیتی ہیں۔

سورۂ مومنون میں ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ	ان ایمان والوں نے فلاح پائی جو اپنی
ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ	نماز میں عاجزی کرتے اور وہ جو نکمی باتوں کی
وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ	طرف رخ نہیں کرتے اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے
وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ	اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے
وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِہِمْ	ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال
حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِہِمْ	یعنی لونڈیوں سے کہ ان پر کچھ الزام نہیں
اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ	لیکن جو اس کے علاوہ کے طلب گار ہوں تو
غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی	وہی لوگ حدود سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔
وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ	اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا
الْعٰدُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِہِمْ	پاس رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں
وَعَہْدِہِمْ رَاعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ	کے پابند ہیں، یہی لوگ وارث ہیں
عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝	جو بہشت کے وارث ہوں گے اور
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ	اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔
الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ	
فِیْہَا خٰلِدُوْنَ (المومنون: ۱-۱۱)	

ایک دوسرے مقام پر مومن کی روزمرہ کی زندگی کا نقشہ اس سے زیادہ تفصیل کے

ساتھ پیش کیا ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ	اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر
عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ	فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان
الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وَالَّذِيْنَ	سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو ان سے سلام
يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا	کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اور جو راتوں کو اپنے
وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ	پروردگار کے سامنے ہوتے ہیں سجدے
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ	کرتے ہوئے اور کھڑے اور جو دعائیں مانگتے
عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ	ہیں کہ اے ہمارے پروردگار دوزخ کے عذاب
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا وَالَّذِيْنَ اِذَا	کو ہم سے پھیر دے، دوزخ کا عذاب لازم ہو
اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا	جانے والا ہے۔ وہ بری جگہ ہے رہنے کی اور
وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا وَالَّذِيْنَ	ٹھہرنے کی اور جو جب خرچ کرتے ہیں تو
لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے بلکہ
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ	ان کا خرچ افراط اور تفریط کے درمیان ہوتا
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ	ہے اور جو خدا کے ساتھ دوسرے کو معبود نہیں
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا	ٹھہراتے اور ناحق اس جان کو نہیں مار ڈالتے
يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور
وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ	نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو ایسا کرے گا وہ
وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا	گناہ کا خمیازہ بھگتے گا کہ قیامت کے دن اس کو
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ	دوہرا عذاب دیا جائے گا اور ذلیل و خوار اسی
حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا	حال میں پڑا رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا
وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ	اور نیک عمل کیا تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا وَالَّذِيْنَ	نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان
لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا	ہے اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو

بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا وَالَّذِيْنَ
اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا وَ
الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا
مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ
اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ
بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا
تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا
(الفرقان: ۶۳-۷۶)

حقیقت میں وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جس وقت بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزرتے ہیں تو وہ وضعداری کے ساتھ گزرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان کے پروردگار کی آیات کی تذکیر کی جاتی ہے تو اندھے اور بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے اور جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیبیوں سے اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ یہی لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کے بدلے بالاخانے ملیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا بہشت میں ہمیشہ رہیں گے اچھی جگہ ہے ٹھہرنے کی اور رہنے کی۔

ان آیات میں مومن کی زندگی کی مندرجہ ذیل خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں۔

۱۔ مومن سراپا عجز وانکسار ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک نظر تو اس کی خدا کی رفعت و کبریائی کی طرف لگی ہوتی ہے اور دوسری اپنی عاجزی و بے کسی پر۔ اس لیے اس کی قوت غضبیہ مضمحل رہتی ہے اور اس کا دل جھوٹے عجب و غرور کی چھوت سے پاک ہوتا ہے۔

۲۔ مومن کسی سے الجھتا نہیں بلکہ مخالف کے ہر وار کو وہ قَالُوْا سَلٰمًا کی ڈھال پر روکتا ہے۔

۳۔ مومن کا دل ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

۴۔ مومن عدالتِ کبریٰ کے تصور سے ہر وقت کانپتا رہتا ہے اور اس دن کی ہولناکی سے بچنے کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔

۵۔ مومن اسراف اور بخل سے متنفر ہوتا ہے۔

۶۔ مومن کے دل میں خدا کی عظمت و کبریائی کے سوا کسی کے لیے جگہ نہیں۔

۷۔ مومن حدودِ الٰہی سے باہر قدم نہیں نکالتا۔

۸۔ مومن کا دامن فواحش سے پاک ہوتا ہے۔

۹۔ مومن کی راہ میں ٹھیک شہادت دینے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی۔

۱۰۔ مومن لغویات سے کنارہ کش ہوتا ہے۔

۱۱۔ مومن ہر بات میزانِ عقل پر تول کر قبول کرتا ہے۔

۱۲۔ مومن نماز میں عجز و انکسار مجسم ہوتا ہے۔

۱۳۔ مومن نماز کے اہتمام میں چوکس ہوتا ہے۔

۱۴۔ مومن زکوٰۃ کی ادائیگی میں چست ہوتا ہے۔

۱۵۔ مومن اولادِ صالح کا طالب ہوتا ہے تاکہ اہلِ ارض کے لیے وہ خیر و برکت کا ذریعہ ہو۔

یہ ہے قرآن کے آئینہ میں مومن کا حلیہ جو ہر مومن کے لیے نمونہ کا کام دے سکتا ہے۔

(الاصلاح، اگست ۳۹ء)

اعلانِ ملکیت ششماہی علوم القرآن

مقامِ اشاعت	:	سر سید نگر، علی گڑھ
نوعیتِ اشاعت	:	ششماہی
پرنٹر پبلشر	:	سلطان احمد اصلاحی
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	ادارہ علوم القرآن سرسید نگر علی گڑھ
ایڈیٹر	:	اشتیاق احمد ظلی
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
ملکیت	:	ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، سرسید نگر، علی گڑھ

میں اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا اطلاعات میرے یقین کی حد تک صحیح ہیں۔

سلطان احمد اصلاحی